Majallah-yi Talim o Tahqiq
Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مجلہ تعلیم و تحقیق
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 3,Vol 5,July-September,2023
شمارہ ۳، جلد ۵، جولائی۔ستمبر، ۲۰۲۳

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت کی شرعی حیثیت

Sharia'h Rulling of Muslim Participation in Non-Muslim festivals

ماجد خان ماجد[1]

عبدالوحید شہزاد[2]

Keywords:

Shariah status, non-Muslims, festivals participation,

Abstract:

Islam is a complete code of life; its guidance exists in every aspect of life, whether it is a man or woman, an individual life or a collective life; from birth to death. But a large number of non-Muslims as well living there. The both have different way of life. As long as they live together, so they invite each other for various celebrations and festivals, whereas in these programs such are also have religious backgrounds.

So here questions emerge up that what is the status of *Muslim* Participation in the light of *Sharia'h?* Although the term "multi-religious society" is very common nowadays, it means a society in which people of different religions live together.

The primary Objective of this article is to answer these questions in details, so, that the correct teachings of Islam regarding the participation of non-Muslims in festivals.

[1] ۔ایم فل اسکالر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔

[2] ۔پی ایچ ڈی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔

تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، زندگی کے ہر پہلو پر اسلام کی رہنمائی موجود ہے، چاہے، انفرادی زندگی ہو، اجتماعی زندگی ہو پیدائش سے لے کر موت تک مرد و عورت ہر ایک سے متعلق ہدایات مل جاتی ہیں۔ لیکن دنیا میں جہاں مسلمان رہتے ہیں، وہاں کثیر تعداد میں غیر مسلم بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں کے زندگی گزارنے کے اپنے طور طریقے ہیں اور غیر مسلموں کے اپنے طور و طریقے ہیں۔

ایک ہی ملک میں مسلمان اور غیر مسلمانوں کا ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے غمی خوشی میں شامل ہوتے ہیں، اسی طرح لیکن ایک سماج اور معاشرے کے اندر رہنے کے ناطے دونوں ایک دوسرے کو اپنے دینی و مذہبی پروگرامات میں بلاتے رہتے ہے، اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی مسلمان کو غیر مسلم کے تہواروں اور مذہبی پروگرامات میں شرکت کرنے کی شرعا اجازت ہے یا نہیں۔ اس مقالے میں اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ مسلمانوں کو غیر مسلم کے کون کون سے تہواروں میں شرکت کرنے کی اجازت ہے اور کون سے پروگرام میں شرکت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

تہوار کا مفہوم

لفظ ''تہوار'' کا مفہوم:

یہ لفظ سنسکرت زبان سے ماخوذ ہے، تہوار اسم نکرہ ہے جس کی جمع ''تہواروں'' آتی ہے۔ عربی زبان میں عید، فارسی میں جشن، ہندی میں تیوہار اور اردو میں تہوار ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں۔ اصطلاح میں تہوار اس تقریب کو کہتے ہیں جس میں سال یا مہینے میں اجتماعی طور پر کسی مقررہ تاریخ میں غم یا خوشی منائی جائے، تہوار ہر قوم اور مذہب کے الگ الگ ہوتے ہیں، جس کو ہر قوم اور مذہب والے اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں، اس کے لئے بہت سی تیاریاں ہوتی ہے یہاں تک کہ مقررہ دن پر لوگ ہر قسم کی مصروفیات کو چھوڑ کر شوق اور دلجمعی کے ساتھ تہوار میں شرکت کرتے اور کرواتے ہیں۔ کیونکہ تہوار کے دن وہ مخصوص اعمال کئے جاتے ہیں جن کا عام دنوں اہتمام نہیں کیا جاتا، مثلاً:

- اسی دن خوشی یا سوگ منانا۔
- کسی ایک یا مختلف جگہوں پر لوگوں کا اکٹھا ہونا۔
- خاص کھانوں کا احترام کرنا۔
- خاص لباس کا احترام کرنا۔
- تہوار کی مناسبت سے تقریبات منعقد کرنا۔
- اس روز کی چھٹی کرنا"[3]

تہوار کی دو اقسام ہیں: (1) زمانی: وہ جو کسی خاص دن سے منائے جاتے ہو۔ (2) مکانی: وہ جو کسی خاص مکان کے ساتھ مخصوص ہو۔

---

[3]۔ ام عبد منیب، کافروں کے تہوار اور ہمارا طرز عمل، (مشربہ علم و حکمت)، ص: 11

غیر مسلموں کے تہواروں کی اقسام

عقائد و نظریات کے علاوہ جس چیز سے کوئی مذہب دوسرے مذہب سے جداگانہ حیثیت اور امتیازی شان برقرار رکھ سکتی ہے وہ اس کی تہذیب و ثقافت اور طرز تمدن ہے، کیونکہ عقائد اور تہذیب کا آپس میں گہرا رشتہ ہے لہذا اگر ان میں کسی ایک کو بھی ترک کر دیا جائے، تو اس کی وہ امتیازی شان ختم ہو جاتی ہے، وجہ یہ ہے کہ عقائد و نظریات کی بنیاد پر تہذیب و ثقافت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، اگر کوئی مذہب اپنی تہذیب کو چھوڑ کر دوسروں کے طرز حیات اور رہن سہن کے طریقوں کو اپنالیں، تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے صرف دعوے ہیں باقی ان کے پاس عمل کے حوالے کچھ نہیں ہے۔ اور وہ بندہ اسی میں سے ہو گا جس کے طور طریقوں کو اس نے اختیار کر لیا ہے۔ ہر مذہب کے اندر یہ معیوب سمجھا جاتا ہے کہ کوئی شخص دوسری مذہب کے روایات کو اپنائیں۔

اہل ایمان کے معاشرے میں غیر مسلموں کے تہواروں سے آگاہی ضروری ہے تاکہ وہ ان کی حقیقت کو سمجھ کر ان میں شرکت نہ کریں، اور اسی طرح اپنے شعائر کی حقانیت سے آگاہی بھی ضروری ہیں۔

ذیل میں غیر مسلموں کے بعض مذہبی تہواروں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے۔

1۔ بسنت کا تاریخی پس منظر

بسنت ہندو دہرم کا ایک تہوار ہے جس ہزاروں سال سے ان کے ہاں عید کے طور پر منایا جاتا ہے، اس دن ہندو مختلف انواع کے کھانے پکا کر برہمنوں کو کھلاتے ہیں، ابتدا میں یہ تہوار غیر اہم اور کم مقبول تھا، اسے ہندوستان کے چند غریب ہندو مناتے تھے، لیکن پھر اورنگزیب عالمگیر کے دور میں ایک واقعہ پیش آیا اس کے بعد اس رسم کو ہندوں نے اہتمام کے ساتھ منانا شروع کیا، اس دور میں ایک ہندو حقیقت رائے نام شخص نے رسول اللہ ﷺ کے شان میں گستاخی کی، قاضی نے اس کو پھانسی کا حکم دیا، پھانسی پاکر حقیقت رائے نامی لڑکا ہندوں کا پیشوا اور ہیرو بن گیا، ہندو اس گستاخ رسول کے پھانسی کے دن کو عقیدت سے منانا چاہتے تھے، لیکن حکومت سے ڈر کر یہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے انہوں نے بسنت کے دن کو اس کے نام سے منانا شروع کر دیا۔ اس کو اس قدر اہتمام سے منانا شروع کیا کہ مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں آگئے، اس دن پیلے کپڑے پہن کر لڑکے اور لڑکیاں گھروں کی چھتوں پر آجاتے تھے اور پتنگیں اڑاتے ہیں، اس تہوار کو آج بھی پورے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

بسنت تہوار کے حوالے سے تفضیل احمد ضیغم نے لکھا ہے:

ہندو لوگ مکانوں کی چھتوں پر بسنتی اوڑھنیوں والی عورتیں اور لڑکیاں آجاتیں اور شہر کی چھتوں پر محسوس ہوتا ہے، جیسے 'بسنت' پھولوں کی کیاریاں آئی ہوں، اس روز سکھ لڑکے بھی بسنتی پگڑیاں باندھتے تھے اور نیلے آسمان کے سمندر میں رنگ برنگ پتنگیں کشتیوں کی طرح تیرتی ہوئی نظر آتی تھیں [4]

محمد اختر صدیق اپنی کتاب میں ذکر کرتے ہے: بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے [5]

ڈاکٹر بی. ایس نجار اپنی کتاب میں رقم طراز ہے:

4۔ تفضیل احمد ضیغم، غیر مسلم تہوار اسلامی تہذیب کے سینے پر خنجر، (مکتبہ اسلامیہ)، ج1 ص39۔

5۔ محمد اختر صدیق، غیر اسلامی تہوار، (لاہور، مکتبہ اسلامی ماڈل ٹاؤن، 2011)، ج1، ص16۔

اس ہندو نوجوان نے سرورِ کائنات ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا گفتگو کی، گالیاں نکالیں... بہر حال اس نوجوان کو کوڑے مارے گئے اور پھر تلوار سے گردن اُڑادی گئی۔ پھر ہندوؤں نے اس کی یاد میں بسنت کا تہوار منانا شروع کر دیا[6].

بسنت کا شرعی حکم:

مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ 'بسنت' خالصتاً ہندوانہ رسم ہے اور ان کا مذہبی تہوار ہے اس کا منانا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں تشبہ بالہنود، مال وجان کا ضیاع، اخلاقیات کا بگاڑ ہے، اس کی تہوار کے پیچھے پیغمبر ﷺ کے گستاخ کی موت کا غم ہے۔ بسنت تہوار میں ایک طرف اس میں ہندوؤں رسومات ہیں، تو دوسری طرف اس میں بہت سارے ایسے نقصانات بھی ہے جو ایک مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ اسی طرح پتنگ بازی کی وجہ سے بے گناہ لوگوں کی قتل کئے جاتے ہے، موسیقی کیا اہتمام کیا جاتا ہے اور کفریہ کلمات علانیہ طور پر ذکر کئے جاتے ہیں، اس کے علاوہ بہت ساری قباحتیں ہیں، جو کہ اس تہوار کی زینت بن جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مختلف دارالافتاؤں سے اس کی حرمت اور ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے، جامعہ فاروقیہ کراچی نے لکھا ہے: بسنت ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار ہے، مسلمانوں کے لیے اس تہوار کو منانا، اس میں بسنتی کپڑے پہننا، بسنتی پکوان بنانا اور پتنگ اڑانا وغیرہ سب خلافِ شریعت اور ناجائز ہے۔[7]

دارالعلوم دیوبند میں ہے:

''بسنت'' کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں؛ البتہ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس میں اسراف، لہو ولعب اور دوسرے خلافِ شرع امور انجام دیے جاتے ہیں، اس لیے بسنت منانا جائز نہیں[8]

خلاصہ یہ ہے کہ بسنت منانا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں اسراف کے ساتھ ساتھ ہندوں سے مشابہت بھی ہے اور اس میں نقصان بھی ہے۔

2۔ ویلنٹائن ڈے

حقیقت یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے یعنی روئے زمین پر جتنی مخلوقات آباد ہے ان میں سب سے افضل انسان ہے، کیونکہ اس کو عقل جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انسان نے شرم وحیا کو چھوڑ کر حیوانیت کی طرف داخل ہوتا جارہا ہے، اور اغیار کی ہمیشہ سے یہی کوشش ہے کہ مسلمان سے غیرت اور شرم کو چھین کر اسے حیوانوں کے برابر کھڑا کیا جائے، تاکہ جو مقدس رشتے ماں، بہن، بیٹی کی صورت میں ہے اس کی تصور کو ختم کیا جائے۔

---

[6]- Dr.B.S.Nijjar,Punjab under the later Mughals, (Minerva Book shop Lahore),P279.

[7]-جامعہ فاروقیہ کراچی، بسنت کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت، رسائی، 10-4-2023، www.farooqia.com

[8]۔ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، بسنت (Basant) کی کیا حقیت ہے؟ کیا یہ منانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ رسائی، 10-4-2023، https://darulifta-deoband.com/home/ur/innovations-customs/59920

بالکل ایسا ہی "ویلنٹائن ڈے" بھی انہی سازشوں کی ایک کھڑی ہے جو کہ مسلم ممالک میں بالخصوص نوجوان طبقہ اس کو جوش وخروش سے مناتے ہیں۔اور اس کے منانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو مغرب زدہ ہو اور اہل مغرب کے شکنجے میں پھنس چکے ہوں، ورنہ ایک شریف طبقہ اور خاندانی لوگ اسے حقارت اور بے حیائی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ویلنٹائن ڈے 14 فروری کو منایا جاتا ہے اور اس دن شرم وحیا سے عاری اور طبقہ محبت کے نام نہاد دعویدار ایک دوسرے کو پھولوں کا تحفہ پیش کر کے اظہار محبت کرتے ہیں، لڑکے اور لڑکیاں تحفوں کا تبادلہ کرتے ہیں، جس میں عشقیہ کارڈ اور اس کے ساتھ گلاپ کا پھول ملا کر اپنی محبوب یا محبوبہ کو بھیجتے ہیں، اور یا کہیں بازاروں، گلی کوچوں میں میں یا خود حیا کو دامن چھوڑ کر حوالہ کر دیتے ہیں۔اور پھر اسی نامحرم سے تعلقات بنا کر ملاقات اور ناجائز گپ شپ کا ماحول بناتے ہیں، جو کہ یہ معاملات اکثر معاشرے کے اندر غیر شادی شدہ افراد کے مابین کیا جاتا ہے۔

تاریخی پس منظر

تیسری صدی عیسوی میں رومی بادشاہ کلاودیس روم نے اپنی فوج کے لیے شادی پر پابندی لگائی، ویلنٹائن نامی فوجی نے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کیا، اس کی پاداش میں اسے جیل میں ڈالا گیا، جیل میں ویلنٹائن کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہوگئی، وہ چونکہ عیسائی مذہب کا پیروکار تھا بادشاہ نے اسے مذہب چھوڑنے کا کہا وہ نہ مانے تو اسے 14 فروری 270ء کو پھانسی دی گئی، اس وقت سے عیسائی ویلنٹائن ڈے کے نام سے یہ دن منارہے ہیں:

شفیق الرحمن اپنی کتاب 'محبت کا تہوار ویلن ٹائن ڈے' میں ذکر کیا ہے:

تیسری صدی میلادی میں رومانی بادشاہ: کلاودیس روم نے اپنی فوج کے لوگوں پر شادی کرنے کی پابندی لگادی...ے۔لیکن "ویلنٹائن" نے اس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے خاموشی سے فوجیوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا...14 فروری 270ء کے دن اسے پھانسی دے دی گئی[9]

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ "کلاودیس" بادشاہ کے دور حکومت میں واقع ہوئی تھی اور اس کی دو وجوہات بھی ذکر کی گئی ایک تو انھوں نے بادشاہ کی مخالفت، اور چپکے سے شادیاں کی اور دوسری بات یہ کہ بادشاہ نے ان ایک مطالبہ کیا، لیکن انہوں نے نہیں مانا، جبکہ تیسری بات اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ 270ء یعنی تیسری صدی کے اندر پیش ہوا۔

شرعی حکم:

ویلنٹائن ڈے منانا کسی بھی صورت جائز نہیں ہے، اس میں درج ذیل مفاسد پائے جاتے ہیں:

- اس میں فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا جاتا ہے، جس کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔
- دیگر تہواروں کی طرح غلط طریقے سے خوشی و سرور کا اظہار۔
- مختلف قسم گلاب کے پھولوں کا تبادلہ اور یہ کام بت پرستوں کی حب الٰہی اور نصاریٰ کے باب عشق کی تعبیر میں کرتے ہیں، اس لئے مذکورہ تہوار کا نام بھی محبت کا تہوار ہے۔

9۔ شفیق الرحمن، محبت کا تہوار ویلن ٹائن ڈے، (ریاض، المکتب التعاونی للدعوۃ)، ص:6

- اس کی خوشی میں کارڈ تقسیم کئے جاتے ہیں جس پر عشقیہ کلمات ہوتی ہے۔
- عیسائی بہت سے علاقوں میں دن کے وقت محفلیں سجاتے ہیں اور رات کو بھی عورتوں اور مردوں کا رقص ہوتا

لہذا اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بت پرست رومی یا نصاریٰ کا مذہبی تہوار ہے، اس لئے اسلامی معاشرے میں اس بے حیائی اور فحاشی کی ہر گز اجازت نہیں دی جا سکتی، اسلامی معاشرہ اعلیٰ اقدار پر قائم ہوتا ہے، ایسے حیا سوز تہواروں اور پروگراموں سے اس کی جڑیں کھوکھلی ہو سکتی ہیں۔ جو قوم اپنی بہترین معاشرتی اقدار کھو دیتی ہے اسے دنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذاب الٰہی کا شکار ہوگا۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا:

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

"ویلنٹائن ڈے" ہر اعتبار سے "یوم اوباشی" ہے اس کا اصل مقصد عورت اور مرد کے درمیان ناجائز تعلقات کو فروغ دینا ہے، نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں نوجوان نسل ان خرافات کی حقیقت سے آگاہ نہیں کیا جارہا، اخبارات اور سوشل میڈیا پر اس بے حیائی کے لئے ماحول برابر کیا جاتا ہے۔ جو کہ ایک مسلم معاشرے کے لئے ناسور ثابت ہوگی، لہذا نئی نسل کو سمجھانے کی ضرورت ہے مغرب چونکہ اسلام سے بہت خائف ہے اس لئے وہ ہمارے معاشرے میں ایسے تہواروں کو فروغ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ پاک معاشرہ گندگی کی طرف چلا جائے، جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ اپنی اطوار وعادات کو بھول کر مغرب کی طرز زندگی اپنائے۔

3۔ کرسمس ڈے

کرسمس دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی "کرائسٹ" اس کا معنی مسیح، جبکہ دوسرا "ماس" اس کا معنی عبادت ہے۔ یعنی اس کا مکمل معنی "مسیح کے یوم ولادت کی عبادت" ہے، عام طور پر اسے ولادت مسیح کا دن کہا جاتا ہے، 25 دسمبر کو عیسائی حضرات اسے مذہبی تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ عیسائی اس دن کو سیدنا عیسیٰؑ کی پیدائش کی خوشی میں عید مناتے ہیں، اس دن ان کے ہاں نئے کپڑے، نئے سامان، زیب وزینت اور تحفوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ یہ دن ان کے ہاں "عید ولادت المسیح" ہے، جس طرح مسلمانوں کے ہاں عید الفطر، عید الاضحی بڑی خوشی کے دن ہے بالکل عیسائیوں کے ہاں "کرسمس" بے حد خوشی وشادمانی کا دن مانا جاتا ہے۔[10]

عبدالوارث ساجد لکھتے ہیں:

کرسمس متعدد روایات کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے صدیوں پہلے سے منائی جاتی رہی ہے۔ کرسمس کا ترانہ بھی گھر گھر گایا جاتا تھا، ابتدائی طور پر "میسوپوٹامیز" کرسمس کو مناتے تھے اور وہ کئی خداؤں پر ایمان رکھتے تھے...، پہلے تو چرچ نے اس قسم کی تقریبات کو منانے سے منع کیا لیکن چرچ کی ہدایت لاحاصل رہی اور بالآخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ تہوار خدا کے بیٹے کے تہوار کی حیثیت سے منائے جائیں گے...، روایات سے

[10]۔ غیر مسلم تہوار، تفضیل احمد ضیغم، ص: 224۔

یہ بات اخذ کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا جشن 98ء سے منایا جاتا ہے، 127ء میں روم کے "بشپ" نے حکم دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی سالگرہ کو بطور مذہبی رسم منایا جائے گا، 350ء میں "بشپ" نے 25 دسمبر کو کرسمس کے لئے منتخب کیا۔[11]

اس سے معلوم ہوا کہ یہ خالص عیسائیوں کا مذہبی تہوار ہے، جس کے لئے دسمبر کے آغاز ہی سے تیاری شروع کر دی جاتی ہے۔اور پھر چرچ مزین کر کے ان میں مختلف عبادات کا اہتمام کرتے اور مرد و عورت اکٹھے ہو کر اپنے خدا سے دعائیں بھی مانگتے ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ملک پاکستان جو کہ دو قومی نظریہ کے پیش نظر معرض وجود میں آیا تھا اور اس خطہ کے لئے بے شمار جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ ایک خالص اسلامی ریاست کا قیام ہو جائے۔ لیکن اب ملک پاکستان کے اندر اسی اسلام کو مظلوم بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔اور عیسائیوں کے "کرسمس ڈے" پر مسلمان خوشی کا اظہار کرتے ہیں، ان کو مبارک باد دیتے ہیں، انھیں کارڈ بھیجتے ہیں، اور یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہے اور ایک غیر اسلامی تہوار کے منانے میں شریک ہیں۔اس بات کا اندازہ اس روایت سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ خالص عیسائیوں کا مذہبی تہوار ہے اور وہ ان کو عبادت کے نام سے مناتے ہے۔

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت قرآن وسنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ،زندگی کے اندر کوئی ایک مسئلہ بھی نہیں ہے جس کا حل قرآن وسنت میں نہ ہو ، عیدوں ، تہواروں، خوشی اور غم کی محافل اور انسان کو فرحت، سرور اور خوشی دینے کے سلسلے میں بھی اسلام کے اندر ایک متوازن نظام موجود ہے۔ سال میں دو مرتبہ عید جو مسلمانوں کے لیے اجتماعی خوشی کا پیغام لے کر آتی ہے۔ اللہ رب العالمین کی بہت عظیم نعمت ہے۔ انفرادی خوشیاں جیسے عقد نکاح، عقیقہ ، دعوت ولیمہ اور خالص مذہبی خوشیاں جیسے جمعۃ المبارک، رمضان المبارک، لیلۃ القدر اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں حج اور عمرے جیسی عبادات عطا فرمائیں جو کے ساتھ سکون و اطمینان کا باعث بنتی ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا[12] آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے پسند کر لیا تمہارے لیے اسلام کو از روئے دین کے۔ مولانا عبد المجید لدھیانوی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہے: یعنی اب میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تمام حلال و حرام فرض وواجب چیزیں اور تمام مکارم اخلاق و عقائد اور اصول و قواعد سب بیان کر دیئے ہیں اب قیامت تک جتنے واقعات پیش آئیں گے ان سب کے احکام قرآن وسنت کی روشنی میں معلوم ہو سکیں گے۔[13]

لہذا دین اسلام میں اپنی خود ساختہ اضافے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ غیر مسلم تہواروں میں شرکت اور موافقت کے مسئلے کا قرآن اور سنت کی روشنی میں کیا تعلیمات ہے ؟اس کا مختصر تذکرہ کیا جائے گا۔قرآن کریم سے کفار کے ساتھ دوستی کے بارے میں آیات کریمہ پیش کرنے سے پہلے چند اُصولی باتیں جاننا ضروری ہے۔یہ کہ ہمارا کامل ایمان ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور نظام زندگی ہے۔انسان اور خصوصاً اہلِ اسلام

[11]۔عبد الوارث ساجد، کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک،(لاہور، صبح روشن مسلم سنٹر،اشاعت:2010ء)،ص 17-20۔

[12]۔المائدۃ 3:5

[13]۔عبد المجید لدھیانوی،تبیان القرآن، تفسیر المایدہ آیت: 3

کی کامیابی اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور تابعداری میں ہے۔ اور شریعت، قرآن اور سنت کا نام ہے۔اس لئے دین میں اپنی طرف سے کچھ چیزیں مقرر کرنا، اس بات قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

کفار سے قلبی تعلق، ان کے لیے اللہ کے دربار میں دعائے مغفرت کرنا، ان کی عیدوں، تہواروں، عبادات کے اوقات میں کلیساء اور گرجے میں جانا یا ان کی عبادات میں شریک ہونا، یہ تمام اعمال حرام، ناجائز اور بعض حالات میں کفر ہیں۔اور یہ موالات محرمہ "ناجائز دوستی" کے زمرے میں آتے ہیں۔ اسی طرح کفار سے مشابہت کرنا، ان جیسی وضع قطع اختیار کرنا، ان کے کچھ مخصوص لباس پہننا، ان کے مذہبی شعائر کا احترام اور تعظیم کرنا بھی موالات محرمہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن کفار کے ساتھ مدارات ظاہری تعلق کی کچھ حدود ہیں۔ مثلاً اہل ذمہ کو صدقہ دینا، ضرورت کے وقت سلام کرنا، کبھی کبھار ان کی دعوت قبول کرنا، بیمار پرسی کرنا اگر وہ بیمار ہو، یہ تمام اُمور جائز ہیں لیکن اس میں بھی سرگرمی دکھانا شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے اور حتی الامکان اس سے بھی بچنا چاہیے۔

قرآن کریم کی روشنی میں:

غیر مسلموں کے تہوار اور عید زور میں داخل ہے اور قرآن مجید میں مسلمانوں کو جھوٹ اور زور کی محفلوں میں جانے سے منع کیا ہے:

1:- والذ ین لا یشھدون الزور واذا مرو اباللغو مروا کراما[14] رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کا مشاہدہ نہیں کرتے اور کسی لغو چیز پر ان کا گذر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گذر جاتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے اس آیت میں لفظ "الزور" کی تفسیر میں خیر القرون کے اندر گزرے فقہاء امت کے اقوال کو ذکر کیا ہیں :عن مجاهد قال:"هو أعياد المشركين "وكذلك عن الربيع بن أنس قال: أعياد المشركين ،عن الضحاك قال:عيد المشركين، وروى بإسناده عن عمرو بن مرة:قال" لا يمالئون أهل الشرك على شركهم ولا يخالطونهم[15] مجاہد بن جبرؒ فرماتے ہیں: الزور سے مراد مشرکین کی عید اور تہوار ہیں۔ ربیع بن انسؒ فرماتے ہے کہ اس سے مراد غیر مسلموں کے تہوار ہے، ضحاک بن مزاحمؒ معروف تابعی ہیں، فرماتے ہیں: الزور سے مراد مشرکین کی عید اور تہوار ہیں، عمرو بن مرۃ فرماتے ہے کہ مؤمنوں کی ایک صفت یہ ہے غیر مسلموں کے اختلاط سے بچتے ہیں

علامہ محمود آلوسیؒ نے اس نقل کیا ہے:

"وعن ابن عباس أنه عيد المشركين وروي ذلك عن الضحاك[16] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ مذکورہ آیت میں "الزور" سے مراد غیر مسلموں کی تہواریں اور عیدیں ہے۔

مفسر قرآن عبدالمجید لدھیانویؒ لکھتے ہے "عبادالرحمن کا نویں صفت یہ ہے کہ وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یا یہ معنی رہیں کہ وہ کسی بیہودہ اور باطل اور خلاف شرع کام کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے مطلب یہ ہے کہ خود گناہ کرنا تو در کنار گناہ کی مجلس میں بھی شامل نہیں ہوتے اگر بلا قصد کسی لغو اور بے ہودہ چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ طور سے گزر جاتے ہیں تاکہ اس لغو باطل کا گرد وغبار ان کے لباس تقویٰ کو آلودہ نہ کرے"[17]

---

[14]- القرآن، 25: 72

[15]- ابن تيمية، تقي الدين أحمد بن عبد الحليم، اقتضاء الصراط المستقيم، (بيروت، دار عالم الكتب لبنان1999ء)، ج:1، ص:480

[16]-شهاب الدين محمود بن عبد الله الألوسي، روح المعاني، (بيروت، دار الكتب العلمية، الطبعة:1415)، ج:10، ص:50

[17]- عبدالمجید لدھیانوی، تبیان القرآن، تفسیر سورۃ الفرقان، 73

مذکورہ تفسیر سے معلوم ہوا کہ بے ہودہ مجلسوں میں شرکت جائز نہیں ہے، جہاں پر کوئی بے حیائی کا مجلس ہوا یک بندہ مومن کے لئے مناسب ہی نہیں ہے کہ اس میں داخل ہو جائے تو غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کہاں سے جائز ہو گی۔ کیونکہ وہاں تو بے حیائی سمیت شرک اور کفری بہت سے افعال کئے جاتے ہیں۔

2:وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ [18] اور ہر گز خوش نہیں ہوں گے آپ سے یہود اور نصاریٰ جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے پیرو نہ ہو جائیں۔ آپ کہہ دیجئے! کہ بیشک اللہ کی ہدایت وہی ہدایت ہے، اگر آپ پیروی کرنے لگیں ان کی خواہشات کی بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آچکا تو آپ کے لیے اللہ کی گرفت کے مقابلے میں نہ کوئی دوست ہو گا نہ مددگار۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار خبر دار کیا ہے کہ کافر یہودی، عیسائی مشرک سب ہمارے دشمن ہیں اور ان سے ہمیں کسی قسم کی دوستی، محبت اور ان کے مذہب کی کسی چیز میں پسندیدگی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ دور حاضر میں ہم نے پوری رح ان کے دین اور ان کی روایات کا حلقہ اپنے ارد گرد کس رکھا ہے اور غیر مسلم چاہتے بھی یہی ہے کہ مسلمان کسی بھی طرح ہم جیسے ہو جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً [19] وہ تو یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے کہ تم سب برابر ہو جائے۔

3:وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ" [20] اور جو شخص مخالفت کرے رسول ﷺ کی اس کے بعد کہ روشن ہو گئی اس کے لیے ہدایت اور پیروی کرے مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی تو ہم اس کو اسی راہ پر ڈالیں گے جس پر وہ پڑا اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اس آیت کے تفسیر میں علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہے:

"فالنهي ثابت عن جنسه، فيكون مفارقة الجنس بالكلية أقرب إلى ترك المنهي ومقاربته مظنة وقوع المنهي عنه[21]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ غیر مسلموں کے عادات واطوار میں شرکت اور ان کی مشابہت بالکل منع ہے، بصورت دیگر کسی ممنوع فعل میں حصہ لینے کے مترادف ہونگے۔ اور قرآن کریم کے اندر غیر مسلم کی مشابہت کا جو منع آیا ہے وہ اس لئے تاکہ کوئی بھی مسلمان اس کا شکار نہ ہو جائے، لہذا کتاب اللہ کے اندر جتنے بھی آیات کریمہ ہے، ان کا مجموعی حکم یہ ہے کہ غیر مسلموں سے مخالفت ہر حال میں لازم ہے، اور یہی ان آیات کے ذکر کرنے کا مقصد بھی ہے۔ تو ان کی تہوار میں شرکت ان پر راضی ہونا ہے، یا کم از کم ان کے ساتھ محبت کی نشانی ہے، جو کہ قرآن وسنت کی رو سے حرام ہے۔

دراصل اسلام اور کفر دو مختلف نظریے ہیں، لہذا اس میں کسی قسم کی مصالحت یا سمجھوتہ ممکن نہیں ہے۔ قرآن کریم کے اندر موجود ہے جب اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ آیئے ہم باہم دشمنی کرنے کی بجائے اس بات پر مصالحت کر لیتے ہیں، کہ ایک روز آپ ﷺ کے

18- القرآن-2، 120

19- القرآن-4، 89

20- القرآن،4: 115

21- ابن تيمية، تقي الدين أحمد بن عبد الحليم، اقتضاء الصراط المستقيم، (بيروت، دار عالم الكتب لبنان1999ء)، ج:1، ص:102

معبود کی ہم سب مل کر عبادت کرلیا کریں گے اور ایک روز سب مل کر ہمارے بتوں کی پوجا کرلیا کریں گے تو جواب میں اللہ تعالی نے سورۃ کافرون نازل فرمائی:

قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۔[22]اے پیغمبر کہہ دیجئے،اے کافرو! ، میں پرستش نہیں کروں گا جن کی تم پرستش کرتے ہو، اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم نے عبادت کی،اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو، جس کی عبادت میں کرتا چلا آرہا ہوں، تمہارے لئے آپ کا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ کی زبان مبارک کے ذریعے یہ دوٹوک اعلان تھا کہ حق کسی قسم کا سمجھوتہ باطل کے ساتھ نہیں کرسکتا۔اسلام اور کفر دونوں کے راستے قطعی جدا جدا ہیں۔غیر مسلم کا تہوار جو اس کے باطل مذہب کی پہچان ہے،اور اس کے کفر کی امتیازی علامت ہے، لہذا! رب واحد پر ایمان رکھنے والا اور کفر سے نفرت کرنے والا کیسے اس کے کام میں دل چسپی لے سکتا ہے؟

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے برادرانہ تعلق یہ مسلمان کو زیب نہیں دیتے، کیونکہ غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ کھلے عام مسلمان کو کفر کا دعوت دینا ناممکن ہے، لیکن اگر اس میں ہمارے طور طریقے، تہوار اور معمولات زندگی شامل ہو جائے، تو جلد ہی یہ ہمارے جال میں پھنس سکتا ہے،اور یقیناًوہ اس مقصد میں کامیاب ہوتے نظر آتے ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ غیر مسلموں کے عید اور ان کے تہواروں میں شرکت جائز نہیں ہے،اسی طرح بیشتر احادیث مبارکہ کے اندر بھی نبی کریم ﷺ نے ان کافروں کے تہوار اور ان کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنے سے بھی منع کیا ہے۔

1:- " قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما فقال ما هذان اليومان قالوا كنا نلعب فيهما في الجاهلية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله قد أبدلكم بهما خيرا منهما يوم الأضحى ويوم الفطر "
"سیدنا انس رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے، تو اہل مدینہ کے ہاں دو دن ایسے تھے جن میں وہ کھیل کود کرتے (وہ اسی دن اپنے تہوار مناتے تھے) آپ ﷺ : یہ دو دن کونسے پروگرام آپ کرتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں یہ دو دن منایا کرتے تھے، تو اسی پر آپ ﷺ نے فرمایا"اللہ تعالی نے تمہارے لئے ان دو کے بدلے میں عید الفطر اور عید الضحیٰ،ان سے بہتر عطا کئے ہیں"[23]
شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہے:

" أن العيدين الجاهليين لم يقرهما رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تركهم يلعبون فيهما على العادة، بل قال:إن الله قد أبدلكم بهما يومين آخرين، والإبدال من الشيء يقتضي ترك المبدل منه، إذ لا يجمع بين البدل والمبدل منه"[24]نبی کریم ﷺ

[22]۔القرآن،109: 1-6

[23]۔أبو داود،باب صلاة العيدين, (بيروت،المكتبة العصرية)،ح1134

[24]۔ابن تيمية، تقي الدين أحمد بن عبد الحليم،اقتضاء الصراط المستقيم،(بيروت،دار عالم الكتب لبنان1999ء)،ج1،ص486

نے جاہلیت کے عیدوں کو برقرار نہیں رکھا،اور مسلمانوں کو بھی ان کے حال پر نہیں چھوڑا، بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالی نے آپ کو ان کے بدلے دو اور ایام عطاء فرمایا ہے،اور کسی بھی چیز کی تبدیلی ان مبدل منہ چھوڑنے کا تقاضا کرتی ہے، کیونکہ بدل اور مبدل منہ دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

جب مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کی، تو مدینہ میں چونکہ پہلے سے یہود رہتے تھے اور ان کے اپنے عبادات اور مذہبی رسومات تھے، جو لوگ اگرچہ یہودیت میں نہیں تھے لیکن جب وہ یہود کے رسومات کو دیکھتے تھے تو وہ بھی اس میں شریک ہوا کرتے تھے، لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کیا، تو انصار اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسی طرح جاہلیت کے تہواروں میں شرکت کیا کرتے تھے، جب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو انہوں فوراً مسلمانوں کو منع کیا، اور فرمایا کہ ان غیروں کی عید اور تہوار میں شرکت نہ کریں، اللہ تعالی نے ان کے بدلے آپ کو دو اچھے تہوار اور عید عطا فرمایا، ایک عید الفطر جو کہ یکم شوال کو، اور دوسرا عید الاضحیٰ جو کہ دس ذی الحجہ کو منایا جاتا ہے۔ اور سال میں ایک مرتبہ انتہائی جوش و جذبے، خلوص، محبت اور اتفاق کے ساتھ اہل اسلام مناتے ہیں۔ اور تاریخ میں کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی مسلمان نے ان تہواروں میں شرکت کیا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اتنی قوت اور شدت سے منع کیا کہ کسی اور میں اتنی طاقت تھی نہیں کہ ان کو برقرار رکھ سکیں، لیکن اہم نکتہ یہ ہے کہ رسول اللہ کی اتنی طاقت سے منع کرنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ اس تہوار میں شرکت حرام ہے۔

2: عن ثابت بن الضحاك قال : نذر رجل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ينحر إبلا ببوانة فأتى النبي ﷺ فقال : إني نذرت أن أنحر إبلا ببوانة, فقال النبيﷺ: هل كان فيها وثن من أوثان الجاهلية يعبد؟ قالوا : لا. قال : هل كان فيها عيد من أعيادهم ؟ قالوا :لا ،قال رسول الله ﷺ: أوف بنذرك فإنه لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم[25] ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ "بوانہ" مقام پر اونٹ ذبح کرے گا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں، جس کی عبادت کی جاتی ہو ؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا! کہ اس جگہ میں ان کے میلوں میں سے کوئی میلہ تو نہیں لگتا؟ صحابہ کرام نے کہا نہیں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلے اور یاد رکھو! اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا نہیں کرنا اور نہ اس کو پورا کرنا ہے جس کا انسان مالک نہ ہو"[26]

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جس مقام پر مشرکین کا میلہ لگتا ہو یا اس مقام پر ان کا کوئی بت وغیرہ نصب ہو، بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ ایسے مقامات میں شرکت نہ کریں، کیونکہ مشرکین کا کسی جگہ پر میلہ لگانا یا کسی مقام پر ان کا غیر اللہ کی عبادت کرنا، ایک مسلمان کی شایان شان نہیں ہے کہ وہاں جا کر ان کے ساتھ شریک محفل ہو جائے، کیونکہ حدیث میں اس حد تک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوران میلہ یا تہوار میں شامل ہونا تو بالکل ممکن ہی نہیں ہے، لیکن جب ایک جگہ ایسا ہو کہ پہلے ادھر میلے لگتے تھے، تو ادھر بھی جانا مذکورہ حدیث کی رو سے منع ہے ۔اور جب مسلمان میں سنت نبوی ﷺ سے محبت ہو، وہ کبھی بھی غیر مسلم تہوار میں دلچسپی نہیں لیتا۔

---

[25]-أبو داود،سنن أبي داود،باب صلاة العيدين،بيروت،المكتبة العصرية،ح3315۔

[26]-أبو داود،سنن أبي داود،باب صلاة العيدين،بيروت،المكتبة العصرية،ح3315۔

3:عن عمرو بن الحارث أن رجلا دعا عبد الله بن مسعود إلى وليمة، فلما جاء ليدخل سمع لهوا، فلم يدخل، فقيل له: لم رجعت؟ قال: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من كثر سواد قوم، فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريك من عمل به[27]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی نے ولیمہ کی دعوت دیا ، لیکن جب آکر گانے کی آواز سنی تو داخل نہ ہوا، پوچھنے پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے کسی کی تعداد میں اضافہ کیا تو وہ انہیں میں سے ہوگا، اور جو کسی قوم کے برے عمل پر راضی ہوا تو وہ بھی ایک شریک ہے۔

یہ واضح ہوا کہ غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت ان کی تعداد میں اضافہ ہے اور شرکت اس میں رضا ہے۔ تو یقیناً وہ اس وعید میں شامل ہوگا۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہمارے لئے ان جیسے محافل میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اقوال صحابہ کی روشنی میں:

- "عن عطاء بن دينار قال قال عمر رضي الله عنه لا تدخلوا على المشركين في كنائسهم يوم عيدهم فإن السخطة تنزل عليهم " [28]

عطاء بن دینار نقل کرتے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرکوں کی عید کے دن ان کے گرجاگھروں 'چرچ 'میں مشرکوں کے پاس نہ جاؤ کیونکہ ان پر (اللہ کی) ناراضگی نازل ہوتی ہے. عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ہے اور دوسرا خلیفۃ المسلمین ہے، جب وہ کوئی بھی مسئلہ بیان کرتا ہو، تو انہوں ضرور نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا، کیونکہ یہ بات خلاف القیاس ہے اور محدثین کے ہاں اصول یہ ہے کہ جب ایک صحابی کوئی خلاف القیاس بات نقل کریں تو وہ حدیث متصور ہوگا، لہذا اس قول سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے پاس جا کر ان کی تہواروں میں شرکت کرنا، یا ان کی عبادت گاہوں میں جا کر بیٹھنا، اللہ تعالی کے عذاب کو دعوت دینا ہے، کیونکہ ان کے تہوار اور عبادت گاہوں میں صراحتاً اللہ اور رسول ﷺ کے نافرمانی ہوتی ہیں، اور شرکیہ افعال اور اعمال کئے جاتے ہیں، اور باطل عقائد کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ ان غیر مسلموں پر پہلے سے ہی اللہ تعالی کا غضب وغصہ نازل ہوتا ہے لیکن جو مسلمان ان پاس بیٹھتا ہے وہ بھی اللہ تعالی کی غصہ کی لپیٹ میں آجائے گی۔

- عن سلمة قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول : اجتنبوا أعداء الله في عيدهم"[29]

سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ میں نے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمانوں! "اللہ تعالی کی دشمنوں سے ان کے تہواروں میں اجتناب کرو، یعنی غیر مسلم چونکہ کافر ہے اور اسلام کے دائرے سے خارج ہے اس لئے وہ اللہ تعالی کے دشمن ہے، کیونکہ یہ کائنات انہی کی ہے، اور اپنی قبضہ قدرت سے پیدا کیا ہے، لہذا کسی کے لئے جائز ہی نہیں ہے کہ اس میں رہتے ہوئے اسی ذات اقدس کے انکار کریں۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو اللہ تعالی کے دشمنوں کے پاس جا کر ان کے تہوار اور رسومات سے لطف اندوز ہوتے ہیں، بلا شبہ وہ بھی "اعداء اللہ تعالی" میں آجائے گا۔

- عن عبد الله بن عمرو قال : من بنى/مرّ ببلاد الأعاجم وصنع نيروزهم ومهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت وهو كذلك حشر معهم يوم القيامة[30]

---

[27]- أبو محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي، نصب الراية لأحاديث الهداية،(بيروت، مؤسسة الريان للطباعة والنشر، 1997ھ)، ج:4، ص:346

[28]- أحمد بن الحسين البيهقي، سنن البيهقي الكبرى، (مكة المكرمة ، مكتبة دار الباز، 1994ھ)، ج:9، ص:234، ح18640

[29]-سنن البيهقي الكبرى، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، 1994ھ، ج:9، ص:234، رقم:18641

[30]-أحمد بن الحسين البيهقي، سنن البيهقي الكبرى، مكتبة دار الباز مكة المكرمة، 1994ھ، ج:9، ص:234، رقم:18642

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں: کہ جس نے بلاد عجم (یعنی غیر مسلموں) میں شادی کی پھران کے تہوار (نوروز اور مہرجان) منائی اور اس میں شرکت کرتا ہو، موت تک ان کی مشابہت کرتا رہا تو قیامت میں اس کا حشر کفار کے ساتھ ہوگا۔

یعنی کوئی بھی بندہ غیر مسلموں کے ہاں آبادیاں کریں، یا ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کی رسومات اور تہواروں میں شرکت کرتا ہو، اور ان کے افعال میں مشابہت بھی اختیار کرتا رہے، یقیناً یہ بندہ ان جیسا بنتا رہے گا، اگر بالفرض اسی حال میں ان کو موت بھی آجائے تو قیامت کے روز غیر مسلموں کے صف میں اٹھے گا، ان کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا، اور جب کسی کا حشر مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ہو، تو نتیجہ جہنم ہی ہوگا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے:

وهذا يقتضي أنه جعله كافرا بمشاركتهم في مجموع هذه الأمور، أو جعل ذلك من الكبائر الموجبة للنار، وإن كان الأول ظاهر لفظه، فتكون المشاركة في بعض ذلك معصية [31]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جو مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ ایسا معاملہ کریں، تو یہ کفر کو مقتضی ہے، یا یہ ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ جو جہنم کو واجب کرتی ہے۔

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت سے متعلق قدیم و معاصر فقہاء کی آراء

پچھلے صفحات کے اندر قرآن کریم، سنت رسول اور اقوال صحابہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے ہاں ان کے تہواروں میں شرکت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اور نہ ان کے ساتھ کسی قسم کا محبت اور دوستی جائز ہے، اس فصل کے اندر قدیم و جدید علماء کے اقوال ذکر کئے جائینگے۔ کیونکہ علماء اور فقہاء اس امت کا بہترین اثاثہ ہیں، اور نبی کریم ﷺ کے حقیقی وارثین ہے، تو کسی بھی مسئلے کے اندر ان کے آراء ذکر کرنا ضروری ہے۔

1:-امام بیہقیؒ نے اس حوالے سے باب قائم کیا ہے:

"باب كراهية الدخول على أهل الذمة في كنائسهم والتشبه بهم يوم نيروزهم ومهرجانهم"[32]

2:-وقال الإمام أبو الحسن الآمدي، لا يجوز شهود أعياد النصارى واليهود، نص عليه أحمد في رواية مهنا واحتج بقوله تعالى: وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ"

"امام ابوالحسن الآمدیؒ جو کہ ابن البغدادی سے مشہور ہے انہوں نے فرمایا" کہ یہود اور نصاریٰ کی عیدوں میں شرکت جائز نہیں ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی صراحت کی ہے۔ اور انہوں نے دلیل کے طور پر یہ آیت مبارکہ ذکر کیا ہے رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کا مشاہدہ نہیں کرتے اور کسی لغو چیز پر ان کا گذر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گذر جاتے ہیں"[33]

3:– علامہ ابن حجرؒ جو کہ عظیم محدثین میں شمار کیا جاتا ہے وہ غیر مسلموں کے تہوار اور ان کے عیدوں کے حوالے سے لکھتے ہے کہ اس میں شرکت حرام ہے:

قدم النبي صلى الله عليه و سلم المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما فقال قد أبدلكم الله تعالى بهما خيرا منهما يوم الفطر والأضحى واستنبط منه كراهة الفرح في أعياد المشركين والتشبه بهم[34]

---

[31]-ابن تيمية، تقي الدين أحمد بن عبد الحليم، اقتضاء الصراط المستقيم، دار عالم الكتب بيروت لبنان1999ء، ج:1، ص:515

[32]- بيهقي، سنن البيهقي الكبرى، ج:9، ص:234، رقم:18642

[33]-ابن تيمية، اقتضاء الصراط المستقيم، ج1، ص516

[34]- أبن حجر، فتح الباري1379، ج2، ص442۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے، تو اہل مدینہ کے ہاں دو دن ایسے تھے جن میں وہ کھیل کود کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے ان دو کے بدلے میں عید الفطر اور عید الضحیٰ، ان سے بہتر عطا کئے ہیں، اس حدیث سے علامہ ابن حجرؒ نے استنباط کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ غیر مسلموں کی تہوار اور عیدوں میں شرکت اور اور ان سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔

4:۔ ملا علی القاریؒ نے غیر مسلموں کے تہوار اور اس میں ایک دوسرے کو تحفے دینے کے حوالے سے لکھا ہے:

فيه دليل على أن تعظيم النيروز والمهرجان وغيرهما أي: من أعياد الكفار منهي عنه. قال أبو حفص الكبير الحنفي: من أهدى في النيروز بيضة إلى مشرك تعظيما لليوم فقد كفر بالله تعالى، وأحبط أعماله[35] ملا علی قاری نے انس رضی اللہ عنہ کے مشہور حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی رو سے غیر مسلموں کے تہواروں میں منع ہونے کی واضح دلیل ہے، حتی کہ امام ابو حفصؒ نے فرمایا کہ جو مسلمان نیروز کے دن کسی غیر مسلم کو ان کی تہوار کی وجہ سے گفٹ دے دیں، یعنی ان کے تہوار میں جا کر تحفے دے تو اس نے کفری عمل کیا ہے۔

جو بھی غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کریں اور اس میں حاضری کریں تو یہ مذموم اور ناجائز ہے، کیونکہ اس میں حاضری منکر میں حاضری ہے، اور اس سے بڑی گناہ اور کونسی ہے کہ جو یہود و نصاریٰ کے تہوار میں شرکت کیا جاسکیں، لہذا مطلق ان کے تہواروں میں حرام ہے۔

5:۔ علامہ ابن بازؒ جو کہ عظیم محدث ہے، وہ فرماتے ہے:

لا يجوز للمسلم ولا للمسلمة مشاركة النصارى أو اليهود أو غيرهم من الكفرة في أعيادهم بل يجب ترك ذلك؛ لأن 'من تشبه بقوم فهو منهم' والرسول ﷺ حذرنا من مشابهتهم والتخلق بأخلاقهم[36] کسی بھی مسلمان مرد، یا مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں ہے، کہ وہ غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت کریں، بلکہ اس سے اجتناب لازم ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان کی مشابہت، اور ان جیسا بننے سے سخت منع کیا ہے۔ تو ایک مسلمان کس طرح اپنے نبی ﷺ کی مخالفت کر کے غیر مسلموں کو خوش کرے گا۔

6:۔ مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی لکھتے ہے:

غیر مسلم کے تہواروں میں شرکت اور ان کے ساتھ ہولی کھیلنا اور غیر مسلم کی طرح دھوم دھام سے جنم دن منانا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اور ان کے تہوار کو ان ہی کی طرح دھوم دھام سے منانا یہ سارے امور ناجائز اور حرام ہیں، ان سے توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے"[37]

7:۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے کسی نے غیر مسلموں کے تہوار، میلہ میں شرکت کے حوالے سے پوچھا تو انہوں فرمایا:

"ایسے میلوں میں جانا درست نہیں ہے خرید و فروخت کے لئے بھی جانا نہیں چاہیے، جس طرح خلاف شرع اور شرکیہ امور کا ارتکاب ممنوع ہے، ایسی جگہ جا کر ان کی رونق میں اضافہ کرنا بھی ممنوع ہے۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد پھر لکھتے ہے 'یہ سب ناجائز اور گناہ ہے"[38]

8:۔ جامعہ دار العلوم بنوریہ ٹاؤن کے مشترکہ کمیٹی برائے افتاء کا فتویٰ بھی یہ ہے کہ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت بالکل ناجائز اور حرام ہے:

غیر مسلموں کو ان کے مذہبی تہوار پر مبارکباد دینا، ہدایا دینا یا ان کی مجالس میں شرکت کرنا گویا ان سے محبت اور مودت کا اظہار اور ان کے مذہبی شعار اور تہوار میں شریک ہونا ہے، جو کہ شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ اگر ان کے مذہبی تہوار کی تعظیم، تکریم اور احترام

---

[35]- ملاعلى القاري، علي بن محمد، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، (بيروت، دار الفكر لبنان، 2002م، ج:3، ص:1069، رقم:1439

[36]- https://binbaz.org.sa/fatwas/6539 فتاوى ابن باز، حكم المشاركة مع الكفار

[37]۔ شبیر احمد القاسمی، فتاوى قاسمية، (ہند دیوبند، مکتبہ اشرفیہ، 1437ھ)، ج:24، ص:282

[38]۔ محمود حسن گنگوہی، فتاویٰ محمودیہ، (مکتبہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، 2009)، ج:29، ص:352،353

کرتے ہوئے کوئی مبارکباد دے یا ہدیہ دے تو یہ موجبِ کفر ہے،اگر محض رسمی طور پر کہہ دے تب بھی اندیشۂ کفر ہے، لہذا اس طرح کی مارکیٹنگ سے اجتناب ضروری ہے[39]

9:-ڈاکٹر یوسف القرضاوی حفظہ اللہ سے ایک آدمی نے سوال کیا،کہ 'ہمارے ہاں غیر مسلم رہتے ہیں اور جس طرح مسلم کمیونٹی اپنے عید اور شعائر اللہ مناتے ہے،اسی طرح ان کا بھی کچھ تہوار ہے اور وہ دھوم دھام سے مناتے ہے، لیکن ہم ایک دوسرے کو اپنی مذہبی اور ثقافتی پروگرامات میں شرکت کی دعوت بھی دیتے ہیں تو کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم ان کی پروگرامات میں شرکت کریں، یا ان کو مبارک باد دیں دے، کیونکہ وہ لوگ ہمارے ہاں آتے بھی ہے اور مبارک باد بھی دیتے ہیں، شریعت کی روشنی میں ہمارے لئے کیا ہدایات ہے'؟

اس کے جواب میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے تفصیل کے ساتھ جواب دیا جس کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے:

وأنا معه في مقاومة احتفال المسلمين بأعياد المشركين وأهل الكتاب،كما نرى بعض المسلمين يحتفلون بـ (الكريسماس) كما يحتفلون بعيد الفط،وعيد الأضحى،وربما أكثر،وهذا ما لا يجوز، فنحن لنا أعيادنا، وهم لهم أعيادهم، ولكن لا أرى بأسا من تهنئة القوم بأعيادهم لمن كان بينه وبينهم صلة قرابة أو جوار أو زمالة، أو غير ذلك من العلاقات الاجتماعية، التي تقتضي المودة وحسن الصلة، التي يقرها العرف السليم." [40]موصوف نے فرمایا کہ مجھے پتہ ہے کہ اس مسئلے کے اندر شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے سخت موقف اختیار کیا ہے، لیکن جو مسلمان ان غیر مسلموں کے ساتھ ایک ہی معاشرے کے اندر رہتے ہیں،اور ان کے مذہبی تہوار کرسمس۔۔۔میں شرکت کرکے انہی جیسا مناتے ہے، جس طرح ہم اپنی عیدوں کو مناتے ہے،تو اس میں ابن تیمیہؒ کا موقف میرا بھی ہے یعنی حرمت کا قائل ہوں کیونکہ ہمارے لئے اپنے شعائر اللہ ہے، لیکن وہ غیر مسلم جس کے ساتھ اچھے تعلقات ہو، پڑوس ہو یا عام معاشرتی زندگی ہو تو ان کے تہواروں پر انہیں مبارک باد دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے،اور اس کو عرف زمانہ کی وجہ سے جائز قرار دیتے ہے کیونکہ موجودہ دور میں اتنا سخت موقف اختیار کرنا مناسب نہیں ہے۔

کیونکہ قرآن کریم میں بھی ان کافروں کے ساتھ جو مسلمانوں سے قتل کرتے ہے اور نہ ان کو اپنے گھروں سے نکالتے ہیں،اچھے حسن سلوک،اور بہترین معاشرتی زندگی سے منع نہیں کیا ہے بلکہ اجازت دیا ہے،تو غیر مسلموں کو ان کے تہواروں پر مبارک باد دینا حسن معاشرت کے اندر داخل ہے۔

قدیم اور معاصر فقہاء کی آراء کا تجزیہ،اور شرکت کی حدود

قدیم اور معاصر فقہاء کے اقوال کا تجزیہ

پچھلے صفحات کے اندر قدیم و معاصر فقہاء کی آراء کا ذکر کیا گیا ہے جس میں دو پہلو سامنے آتے ہیں ایک یہ ہے کہ غیر مسلموں کے تہوار وں میں شرکت اور دوسرا غیر مسلموں کو ان کے تہواروں پر مبارک باد دینا،اس حوالے سے قدیم اور بعض معاصر فقہاء کی آراء مختلف ہے۔

قدیم فقہاء کے اقوال کا حاصل یہ ہے کہ غیر مسلموں کے تہواروں میں نہ شرکت جائز ہے اور نہ ان کو مبارک باد جائز ہے، کیونکہ اسلام ایک جامع اور مکمل دین ہے،اس میں بندہ اپنی طرف سے کسی کو داخل نہیں کر سکتا حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

"عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد"[41]

---

[39]-دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن،فتوی نمبر:144104200569،تاریخ:14-12-2019

[40]- تهنئة أهل الكتاب بأعيادهم،موقع الشيخ يوسف القرضاوي(al-qaradawi.net)

[41]- مسلم بن الحجاج النيسابوري،صحيح مسلم،(بيروت،دار إحياء التراث العربي)،ح1718

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری طرف سے کوئی حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

دوسری طرف معاصرین میں بعض علماء خاص کر جو یورپین کونسل سے تعلق رکھتے ہے، یا ہمارے ہاں ہندوستان میں بعض محققین کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت اگرچہ جائز نہیں ہے، لیکن ان کو مبارک باد دینا جائز ہے۔

ان علماء کی یہ رائے اس لیے ہے کہ یورپ اور ہندوستان میں جہاں بھی مسلمان اقلیت میں ہو تو وہاں کے اکثر علماء کی رائے یہی ہے کیونکہ اگر مسلمان ان کے تہواروں پر مبارک باد نہ دیں تو وہاں غیر مسلم ان سے منتشر اور متنفر ہو جائیں گے، جس کے نتیجے میں پھر مسلمانوں پر ظلم وستم کیا جائے گا، اور یہ ان کا ایک انتقامی سلوک ہو گا۔

کافروں کے سماجی اور ثقافتی تہواروں میں شرکت کی حدود

ہر مذہب کے اندر کچھ مخصوص تہوار اور تقریبات منائی جاتی ہیں لیکن ان میں سماجی بھی اور مذہبی بھی ہو سکتی ہیں، غیر مسلموں کے ہاں جو مذہبی تہوار ہیں ان میں شرکت حوالے سے پچھلے صفحات کے اندر دلائل ذکر کیے جا چکے ہیں، لیکن جو تہوار خالص مذہبی نہ ہو بلکہ سماجی اور ثقافتی ہو تو کیا ایک مسلمان کے لئے اس میں شرکت جائز ہو گی ؟ اس حوالے سے فقہاء امت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اکثر متقدمین فقہاء کی رائے یہ ہے کہ غیر مسلموں کے ہر قسم تہواروں میں شرکت جائز نہیں ہے بلکہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے، لیکن معاصر علماء کے ہاں ان کے ثقافتی تہواروں میں شرکت حدود کے اندر جائز ہے۔ ان حدود کے حوالے سے اختصار کے ساتھ بحث کی جائے گی۔

- **شرکیات سے اجتناب:**

اسلام کا سب سے پہلا رکن توحید ہے جس کے بغیر کوئی بندہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ توحید اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ اس کے مقابلہ میں اس نے شرک پر سخت تنقید کی ہے۔ قرآن کریم کے نزول سے پہلے عرب اور عجم شرک وبت پرستی میں مبتلا تھے۔ اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا ظلم اور بدترین جرم ہے۔ یہ ایسی خوفناک غلطی ہے کہ جو شخص شرک میں ملوث رہا اور توبہ کیے بغیر مر گیا اور اللہ کے ہاں اس حال میں حاضر ہو کہ ساتھ میں شرک لیے ہوئے ہے تو اس کا یہ گناہ اس دوزخ میں لے جائے گا کیونکہ یہ اللہ کی کتاب میں ناقابل معافی گناہ ہے اور اس کے مرتکب پر اللہ نے جنت حرام کر دی: إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاء وَمَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيماً" [42] اللہ بس شرک کو ہی معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔

معلوم ہوا کہ شرک اللہ تعالی معاف نہیں فرماتا تو ایک مسلمان کس طرح اتنی جرأت کر کے رب کریم کے غضب کو دعوت دیتا ہیں، اس لیے غیر مسلموں کی تقریبات میں شرکت کرتے وقت ان تمام اعمال سے لازماً پرہیز کیا جائے گا جو صراحتاً شرکیہ ہوں، یا ان میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہو۔

- **غیر مسلموں کو سلام کرنا**

مسلمانوں کو جن الفاظ سے سلام کا حکم دیا گیا ہے غیر مسلموں کو ابتداءً اسی طرح سلام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اہلِ اسلام اور اہلِ جنت کا تحیہ ہے، یعنی مخاطب کو متعین کر کے اسے سلامتی کی دعا دینا اور السلام علیکم کہنا۔ البتہ اگر غیر مسلم سلام میں پہل کرے تو اسے سلام کا جواب دے دینا چاہیے، لیکن جواب میں "وعلیکم السلام" پورا نہیں کہا جائے، بلکہ صرف "وعلیک" کہنے پر اکتفا کیا جائے۔ اور اگر غیر مسلم کو ابتداءً سلام کرنا پڑے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں اس کا حل بھی موجود ہے، نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم حکمرانوں کو مختلف خطوط ارسال فرمائے تھے

---

[42] - القرآن، 4: 48

ان کی ابتدا میں نبی کریم ﷺ نے "اَلسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدىٰ "کے الفاظ تحریر فرمائے، چناں چہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے معلوم ہوا کہ عمومی احوال میں غیر مسلموں کو ابتداءً سلام نہ کیا جائے، ہاں اگر کسی موقع پر اس کی ضرورت ہو تو مخاطب کو متعین کیے بغیر عمومی الفاظ میں سلام کے الفاظ کہے جائیں جیسے "اَلسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدىٰ"، یعنی اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ لہٰذا ضرورت کے مواقع پر ابتداءًان الفاظ میں سلام کرنے کی اجازت ہے۔

لہذا کسی غیر مسلموں کی تہوار میں شرکت کرنا ہو تو اس کو "السلام علیکم" کے الفاظ سے سلام نہیں کیا جاسکتا۔ غیر مسلم کو سلام کرنے کے تعلق سے احادیث میں مختلف احکام ملتے ہیں۔ بعض احادیث میں انھیں سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے، جب کہ بعض صحابہ وتابعین سے ثابت ہے کہ وہ انھیں سلام کرتے تھے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجمع میں اگر غیر مسلموں کے ساتھ کچھ مسلمان بھی ہوں تو سلام کیا جاسکتا ہے البتہ اس بات کا ضرور خیال رکھنا ہوگا کہ تعلقات کے اظہار میں ایسے طریقے نہ اختیار کیے جائیں جو کسی دوسرے مذہب یا تہذیب کے مخصوص شعار کی حیثیت رکھتے ہوں اور ایسے الفاظ نہ استعمال کیے جائیں جو اسلامی عقائد سے متصادم ہوں۔

- **غیر مسلموں کی مشابہت سے اجتناب کیا جائے**

غیر مسلموں کے تہواروں اہم چیز جس کا خیال رکھنا انتہائی اہم ہے۔ وہ یہ کہ دین اسلام میں مسلمانوں کو اپنا تشخص برقرار رکھنے پر زور دیا گیا ہے اور انھیں دیگر قوموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ عہد نبویؐ میں یہود و نصاریٰ کا شمار مذہبی اقوام میں ہوتا تھا۔ عبادات اور معاشرت میں وہ بہت سے ایسے کام انجام دیتے تھے جو ان کی پہچان بن گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ان اعمال میں ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا، لہذا جو بھی غیروں سے مشابہت اختیار کریں وہ انہی میں سے ہے، یعنی ان کا حشر بھی ان کافروں سے ہوگا جس کی مشابہت وہ اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔

- **کھانے کی چیزوں میں احتیاط کرنا چاہیے**

عام طور پر جہاں بھی کوئی پروگرام ہو، چاہے وہ مسلمانوں کا ہو یا غیر مسلموں کا ان میں بالخصوص کھانے کا اہتمام ضرور کیا جاسکتا ہے، لہذا جو مسلمان اگر غیر مسلموں کی کوئی تقریب میں جانا چاہے تو کھانے کے حوالے سے اسلام نے جو بنیادی تعلیمات دی ہیں انھیں تقریبات میں بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

اسلام میں جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام قرار دیا ہے ان میں سے ایک خنزیر ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس کی صراحت آئی ہے۔ اسی طرح غیر مسلموں کی تقریبات میں شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کا استعمال عام ہے۔ اسلام میں اس کو صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

يآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْاْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہ شراب، جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمھیں فلاح نصیب ہوگی،،[43]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام، ومن مات وهو يشرب الخمر يدمنها لم يشربها في الآخرة"

---

[43]۔القرآن، 5: 90

"ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے،اور جو بھی اس حال میں مر گیا کہ وہ شراب پی رہا تھا،تو آخرت میں کبھی بھی شراب نہیں پی لے گا"[44]

اسی طرح قرآن مجید میں محرمات کی جو فہرست دی گئی ہے،اس میں یہ بھی ہےوَمَا أُہِلَّ بِہِ لِغَیْرِ اللہ"[45]
غیر مسلموں کے ہاں جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس حوالے سے حکم یہ ہے کہ حرام ہے،اس لئے اس کالحاظ رکھنالازم ہے،البتہ اس معاملہ میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
الْیَوْمَ أُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ أُوتُواْ الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّہُم "[46]
"آج تمھارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لیے"۔
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہے:

اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لیے حلال ہونے کی عام اجازت دینے سے پہلے اس فقرہ کا اعادہ فرمادیا گیا ہے کہ "تمھارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں"۔اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب اگر پاکی وطہارت کے ان قوانین کی پابندی نہ کریں جو شریعت کے نقطۂ نظر سے ضروری ہیں، یا اگر ان کے کھانے میں حرام چیزیں شامل ہوں تو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔مثلاً اگر وہ اللہ کا نام لیے بغیر کسی جانور کو ذبح کریں یا اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیں تو اسے کھانا ہمارے لیے جائز نہیں۔اسی طرح اگر ان کے دستر خوان پر شراب یا سور یا کوئی اور حرام چیز ہو تو ہم ان کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے"[47]

لہذا جو احکامات دین اسلام ہمیں دیتا ہے اس کی پیروی کرنی ہے،اور غیر مسلموں کی کھانے کے حوالے سے انتہائی احتیاط سے کام لے۔ایسا نہ ہو کہ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کر کے حرام چیزوں کا ارتکاب کریں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بن جائے۔

نتائج بحث

- غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت سے متعلق تفصیل کے ساتھ قرآن وسنت اور فقہاء کرام کی آراء کا ذکر کیا گیا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔قرآن کریم،احادیث رسول ﷺ،اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے مذکورہ بالا فرامین کی روشنی میں، کافروں سے دوستی،اُن کے مذہبی تہواروں میں کسی قسم کی شمولیت جائز نہیں ہے۔رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہدایت قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے ہدایت کا سامان رکھتی ہے،اسی بنیاد پر یہ بات واضح ہے کہ اس میں انسان کے تمام معاملات سے متعلق اصول فراہم کر دیے گئے ہیں جن کی روشنی میں ہر دور کا انسان اسلامی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔
- غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنے کی شرعا اجازت نہیں ہےُ
- غیر مسلموں کو ان کے تہواروں میں مبارک باد دینے سے متعلق متقدمین کے ہاں جاز ئز نہیں ہے البتہ متاخرین کے بعض علماء اس کی اجازت دیتے ہیں، خاص کر ان ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔

---

[44]۔أبو داود، سنن أبي داود، ح3679۔

[45]۔ القرآن2 :173

[46]۔القرآن،5:5

[47]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن،(لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ستمبر 2012ء)، ج1، ص446۔

- غیر مسلموں کے سماجی محفلوں میں شرکت کی جاسکتی ہے البتہ اس میں یہ خیال رہے کہ شرکت سے اور حرام کھانے سے اجتناب کرسکے۔
- یعنی اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلم کی دعوت کو قبول کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ لیکن یہ اجازت اسی وقت ہے جبکہ وہ تقریب کفار کی دینی تقریب اور ان کی مذہبی علامت نہ ہو، اور اگر وہ تقریب کافروں کا دینی تہوار اور ان کا مذہبی شعار ہو تو اب کسی مسلمان کو اس میں شرکت کی اجازت نہیں۔ لیکن مسلمان لیڈر کے لئے ان کے سماجی اور ثقافتی تہوار میں بھی شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اگر وہ شرکت کرتا ہو تو ان کے متبعین بھی ضرور ان کی شرکت کو دلیل بناتے ہوئے شریک ہوں گے۔